Maarif

Article on

Burhanuddin Raz-i Ilahi

BURHANPUR

Bashir Muhammad Khan Burhanpuri
Page no 378-390

May 1951

جلد ۶۷ ماہ شعبان المعظم ۱۳۷۰ھ مطابق ماہ مئی ۱۹۵۱ء عدد ۵

مضامین

حضرت شاہ برہان الدین رازِ الٰہیؒ

از

جناب بشیر محمد خان صاحب برہانپوری، ام اے ال ال بی علیگ

ولادت اور بچپن کے حالات اسم گرامی شیخ برہان محمد اور لقب رازِ الٰہی ہے، مگر عام طور سے آپ برہان الدین اولیا کے نام سے مشہور ہیں، آپ حضرت شیخ کبیر محمد بن علی صدیقی گجراتی کے فرزند ہیں، آپ کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ تھا، جو سیدہ تھیں، آپ باپ کی طرف سے صدیقی اور ماں کی طرف سے حسینی ہیں،

آپ کے جدِ بزرگوار کا وطن بھڑوچ (گجرات) تھا، اُن کے انتقال کے بعد آپکے والد میاں شیخ کبیر محمد صوبہ خاندیس میں آکر سکونت پذیر ہوگئے، اور آپ کی پیدایش ۹۹۰ھ میں صوبہ خاندیس کے پرگنہ بوڈوڈ (ڈابو) کے ایک موضع راجھی یا راجھی میں ہوئی، آپ کا سالِ ولادت "فیضِ حق" ۹۹۰ھ سے برآمد ہوتا ہے، آپکا نشو و نما صوبہ خاندیس میں ہوا، اور وہیں اپنے والد کے زیرِ عاطفت تربیت پائی،[1]

آپ کی عمر نو مہینہ کی تھی، اور آپ دایہ کی گود میں تھے کہ ایک فقیرنی ناک کٹی کریہہ المنظر گھر میں آئی، اُس کو تیز نظر سے دیکھا، آپ پر دہشت طاری ہوگئی، اور حرارت آگئی، پانچ روز تک بخار رہا۔ نہ آنکھ کھولی اور نہ دودھ پیا، آپ کی والدہ نہایت پریشان اور غمگین ہوئیں، رات کو انھوں نے خواب دیکھا کہ کوئی کہتا ہے کہ تمہارا یہ فرزند بندگ اور بڑی عمر کا ہوگا، اور مقتدائے عالم بنے گا، جب خواب سے بیدار ہوئیں، تو آپ بھی ہوشیار ہوگئے، آنکھیں کھول دیں اور دودھ پینے لگے،

---

[1] کتب اللہ فائق، ترجمہ ملفوظات حضرت شاہ برہان الدین رازِ الٰہی از محمد یوسف ولی محمد طاہر برہانپوری،

آپ کی عمر دس برس کی تھی کہ آپ کی والدہ انتقال کر گئین، اور پندرہ سال کی عمر مین والد بزرگوار کے سایۂ عاطفت سے بھی محروم ہو گئے، اور آپکے عم بزرگوار آپ کے کفیل ہوئے،

اوائل عمر ہی مین آپ مع خاندان برہان پور تشریف لے آئے تھے، اور عربی و فارسی کی ابتدائی تعلیم اپنے عم بزرگوار کی خدمت مین رہکر حاصل کی، اس کے بعد یگانۂ عصر محدث کامل شیخ علم اللہ سے حدیث و فقہ اور سلوک کی تکمیل کی، اور دوسرے علوم متداولہ مین بھی کامل و فاضل ہوئے، علوم ظاہری کی تحصیل کے ساتھ ساتھ باطن مین طلب حق کا بھی جذبہ موجزن تھا، اس لئے تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد ہی مرشد کامل کی جستجو شروع کی، اس زمانہ مین شہر برہان پور مین حضرت ملک حسین نبانی رح کی تجرید و توحید کا بہت شہرہ تھا جن کے آستانہ پر طالبان حق کا مجمع رہتا تھا، اور ہر طالب اپنی استعداد کے مطابق فیضیاب ہوتا تھا،

پہلی بیعت چنانچہ آپنے بھی حضرت ملک حسین نبانی کی خدمت مین حاضر ہو کر اپنا منشا ظاہر کیا، حضرت ملک نے آپسے بیعت لی، بیعت لینے کے بعد ہدایت کی کہ جمعرات کے روز روزہ رکھو، اور ندی پر جاکر غسل کرو، اور بازار سے تھوڑی شکر اور پھول لے کر آؤ، مگر غسل کرنے کے بعد کسی سے بات چیت نہ کرنا، اس وقت تم کو تلقین کیجائیگی،

چنانچہ جمعرات کے دن آپنے روزہ رکھا، مگر آپ پر شوق طلب کا اتنا غلبہ تھا کہ شکر اور پھول خریدنے کے پیشتر ہی ندی پر جاکر غسل کیا، وہان سے لوٹنے کے بعد جب بازار مین شکر اور پھول خریدنے گئے، تو سخت پریشان ہوئے کہ بغیر زبان سے کہے کس طرح پھول اور شکر خریدین، پھول خریدنے مین تو کسی طرح کامیاب ہو گئے، مگر بقال کی دوکان پر آکر تردد مین پڑ گئے، کہ شکر کس طرح خریدین، اسی تردد مین تھے کہ ایک عورت آئی اور اس نے بقال کو پیسے دیکر شکر مانگی، آپنے اس موقع سے فائدہ اٹھایا[1]

---

[1] لب الدقائق،

اور فوراً ہی بقال کے سامنے نقدی ڈال کر شکر کی طرف اشارہ کیا، عورت اور بقال نے آپ کو گونگا سمجھ کر بغیر زبان سے کہے شکر دیدی، جس وقت آپ شکر اور پھول لے کر حضرت ملک حسینؒ کی خدمت مین آئے، اُس وقت وہ مکان مین تشریف رکھتے تھے، یہ صورت دیکھ کر آپ کو پریشانی ہوئی کہ حضرت کو کس طرح اطلاع دی جائے مگر حضرت ملک پر باطن سے منکشف ہوگیا اسی وقت آپنے خادمہ سے فرمایا، برہان محمد دروازہ پر کھڑا ہے، یہان پردہ نہین ہے، اس لئے مکان مین لے آؤ، چنانچہ خادمہ نے آپ کو حضرت ملک کے پاس حاضر کردیا،[1]

حضرت ملک حسین نے حضرت شیخ کو دیکھ کر فرمایا کہ کرامت کا ظاہر کرنا جائز نہین ہے، لیکن اس حد تک روا ہے، کہ طالب کی آنکھ مین اتنی مقدار مین سُرمہ لگایا جائے کہ اُس کا دیدۂ بصیرت نورِ عقیدت سے جلا پاجے، اس کے بعد حضرت ملک نے آپ کو ذکر نفی و اثبات کی تلقین اور اُس کے فوائد تفصیل کے ساتھ بتلائے، تلقین کے بعد آپ حضرت ملک کے مدرسہ مین رات کو ذکر مین مشغول ہوئے، اور ضرب کا شغل بآواز بلند جاری کیا، یہان تک کہ حق سبحانہ تعالیٰ کی توفیق سے ایک چراغ کا ظہور ہوا اور تھوڑی ہی مدت مین نورانی پروانون کا بھی احساس ہوا،

آپ روزانہ رات کو یہ عمل باواز بلند کرتے تھے، جس سے طالب علمون کے مطالعہ مین خلل آنے لگا، انھون نے شکایت کی اور آپ سے بحث کرنے لگے، کہ اس شور و شغب سے سوائے تضیع اوقات اور ہم کو درس کے مطالعہ مین خلل اندازی کے کچھ بھی حاصل نہین، آخر ایک مرد صالح شیخ عبد اللہ نامی نے جو صحبت یافتہ اور اس قسم کے معاملات سے پوری طور سے باخبر تھے، حضرت شیخ برہان الدین سے بطور ہمدردی فرمایا کہ علما و فضلا خود ذکر کی لذت و حلاوت سے بہت کم آشنا ہین، اس لئے طالب علمون مین اس کا ذوق کہان سے پیدا ہوسکتا ہے، اس کم عمری مین جو باتین مجھکو تم مین نظر آتی ہین، مجھے ڈر ہے کہ کہین نظر نہ

[1] ملفوظات حضرت شاہ برہان الدین نوشتہ علم اللہ کمال درشتہ

نہ لگے، اس لئے بہتر یہ ہے کہ آپ ایک گوشہ مین بیٹھ کر اس کام مین مشغول ہون، چنانچہ حضرت شیخ مدرسے خانقاہ مین چلے گئے، اور وہان اپنا شغل جاری رکھا، اس ذکر کے عمل سے آپ کو ایک گونہ حلاوت حاصل ہوئی۔

مرشد کامل کی تلاش اسی دوران مین آپکے مرشد حضرت حسین نبانی سیر و تفریح کے لئے نواحِ ملک مین چلے گئے، جب آپ کے طلب شوق مین دن رات اضافہ ہونے لگا، تو آپ کو رہنمائی کے لئے ایک بزرگ کامل کی ضرورت محسوس ہوئی، اس زمانہ مین ایک بزرگ سید محمد مقام ادنہ مضافات گجرات مین رہتے تھے، جن کی عبادت و ریاضت کا بڑا شہرہ تھا، چنانچہ ان بزرگ کی ملاقات کے لئے آپ برہان پور سے روانہ ہوے، آپ شہر کے نواح سے گذر رہے تھے، کہ آپ کی ملاقات حضرت شیخ عبدالقدوس سے ہوئی، یہ حضرت شاہ عیسیٰ جند اللہ کے خلیفہ تھے، اُن کو آپکے سفر کا منشا معلوم ہوا تو انھون نے فرمایا کہ اپنے مطلب کو پہلے بزرگان شہر سے حاصل کرنا چاہیے، جب یہین آسانی مقصد حاصل ہو سکتا ہے، تو پھر اتنا لمبا سفر کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے، اور آپ کو اپنے مرشد حضرت شاہ عیسیٰ جند اللہ کی خدمت مین حاضر ہونے کا مشورہ دیا، اس لئے آپنے اوُنہ کا سفر ملتوی کر دیا،

محمد یوسف برہان پوری نے اپنے ملفوظات مین یہ روایت اس طرح بیان کی ہے کہ ایک شب کو حضرت شیخ علم اللہ محدث کی مجلس مین حضرت شیخ عبدالقدوس نے آپ کو دیکھا، تو فرمایا کہ مین تمھارے ناصیۂ پر انوار پر ولایت کی چمک دیکھتا ہون تم کو جس چیز کی طلب ہے، وہ یہین ہے، مین تم کو حضرت شیخ عیسیٰ جند اللہؒ کی خدمت مین لے چلتا ہون، وہان تمھارا مقصد پورا ہوگا، چنانچہ آپ انیس سال کی عمر مین حضرت شیخ عبدالقدوس کی وساطت سے حضرت شیخ عیسیٰ جند اللہ کی خدمت مین پہنچے، پہلے خود حضرت شیخ عبدالقدوس نے پانچون خانوادون کی خلافت جو آپ کو حضرت مسیح الاولیاء سے حاصل ہوئی تھی، آپ کو عطا کی اور فرمایا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک عالم تم سے بہرہ مند ہوگا، اس لئے مین تم

---

۵ ملفوظات علم اللہ کمال،

یہ وعدہ لیتا ہون کہ معرفتِ الٰہی حاصل ہونے کے بعد مجھ کو بھی اپنے مریدون کے زمرہ مین شامل کرلینا، تاکہ اللہ تعالیٰ اسی کی برکت سے میری مغفرت فرمادے، حضرت شیخ برہان الدین نے اس کا وعدہ کرلیا،[۱]

دوسری بیعت اور مجاہدات

اس کے بعد آپ حضرت شیخ عبد القدوس کے ہمراہ حضرت شیخ عیسیٰ جند اللہ قدس سرہ کی خدمت مین گئے، حضرت مسیح الاولیا، آپ کی پیشانی پر سعادتِ فطری اور دولتِ ازلی کے آثار مشاہدہ کرکے بلا توقف آپ کی ہدایت اور تربیت باطنی کے لئے رضامند ہوگئے، اور آپ سے بیعت لینے کے بعد پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو، تاکہ اسی کے مطابق تربیت کیجائے، آپ کو خلوت نشینی بہت پسند تھی اسلئے خلوت مین بیٹھکر چلہ کشی کی اجازت چاہی، حضرت مسیح الاولیا، نے منظور کرلی، اور ہدایت کی کہ اسمائے اعظم مین سے کسی اسم کا ورد کرین، جب آپ چلہ سے فارغ ہوئے، تو حضرت مسیح الاولیا، نے آپ کو بلا کر چند باتین دریافت کین، چونکہ آپ کے قلب کی صفائی ابھی انکشاف کے درجہ تک نہین پہنچی تھی، اس لئے حضرت مسیح الاولیا نے حکم دیا کہ ان جانورون کو چارہ پانی دیا کرو، جن کا دودھ مین استعمال کیا کرتا ہوں اور خانقاہ کے صوفیون کے لئے استنجے کے ڈھیلے مہیا کیا کرو، اس حکم کے مطابق آپ جانورون کو چارہ پانی دیتے، اور استنجے کے ڈھیلے مہیا کرنے مین چند روز تک مشغول رہے، اس سے آپ کو عجیب وغریب فوائد حاصل ہوئے، اس کے بعد مرشد نے اجازت دی کہ اب اگر چاہو تو چلہ کشی کرسکتے ہو، لیکن اب آپ کو خود اس مین عذر ہوا، اور ادب سے التماس کی کہ خدمت کلوخ سے جو صفائی قلب مین محسوس کرتا ہون وہ چلہ پر فوقیت رکھتی ہے، حضرت مسیح الاولیا نے فرمایا کہ پہلے چلہ کی اجازت تمھاری خاطر سے دی گئی تھی، اب میرا حکم ہے، کہ چلہ کشی کرو، اس سے پہلے سے بھی زیادہ عجیب وغریب باتون کا ظہور ہوگا، چنانچہ آپ حضرت مسیح الاولیا کے ارشاد کے مطابق خلوت نشین ہوکر چلہ کشی کرنے لگے، تھوڑے ہی عرصہ

---

[۱] ملفوظات علم سنگھالی و ملفوظات شاہ برہان الدین

کے بعد عجیب وغریب مشاہدات ہونے لگے،

چلہ کی تیرھوین شب مین رات کے آخری حصہ مین عجیب غریب مشاہدون کے باعث آپ پر ایک جذبۂ عظیم طاری ہوا، اور آپ ننگے سر اور ننگے پیر ننگے بدن حجرے سے نکل کر صحرا کا رُخ کیا، اسی وقت حضرت مسیح الاولیا خلاف عادت حرم سے باہر آئے، اور مریدون کو آپ کی تلاش کے لئے ہر طرف دوڑایا، آپ حضرت مسیح الاولیا کے خلیفہ خواجہ محمد افضل کو بازار کے راستہ پر مزار کے قریب مل گئے، انھون نے آپ کو اپنی چادر اڑھادی، اس سے آپکے جذبہ مین کمی ہوگئی، اور خواجہ موصوف آپ کو خانقاہ مین واپس لے آئے،

حضرت مسیح الاولیا نے فرمایا کہ خواجہ تم نے نہایت دانشمندی کا کام کیا کہ شاہباز بلند پرواز کو اپنی چادر ڈال کر دام مین لے آئے ورنہ ڈوری ٹوٹ چکی تھی، اور وہ صحرائے حیرت مین دیوانہ وار ایک شاخ سے دوسری شاخ پر جست کرتے ہوئے عالم علوی کے طائرون مین جا ملتے،

اس واقعہ کے بعد آپ حضرت مسیح الاولیا کی خدمت مین مشغول رہنے اور آپ کی خدمات انجام دینے لگے، تھوڑے ہی عرصہ مین حضرت مسیح الاولیا کے اتنے مقرب خاص ہوگئے کہ اگر خانقاہ کے طالب مریدون کو کوئی واقعہ خواب یا بیداری مین رونما ہوتا، اور اس کو حل کرنے سے وہ عاجز ہوتے، تو حضرت مسیح الاولیا کے ارشاد کے مطابق اس کا آپ سے حل چاہتے، آپ سائل کی استعداد کے لحاظ سے اس کا معقول جواب دیتے، اس طرح آپ کی قربت کا درجہ بڑھتا گیا، اور آپ مرشد کے بڑے معتمد علیہ بن گئے، ایک روز حضرت مسیح الاولیا نے تمام طالبون اور مریدون کو بلاکر اُن کی موجودگی مین خرقۂ خلافت سے سرفراز اور خلافت کبریٰ کے شرف سے ممتاز کیا، اور چودہ خانوادون کی اجازت بھی عطا کی،

آپکے مرشد حضرت لشکر محمد عارف قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے، اور وہ حضرت محمد غوث گوالیاری قدس سرہٗ کے خلیفہ، اس طرح آپ کا سلسلۂ خلافت حضرت ابوالحسن خرقانی کے توسط سے حضرت بایزید بسطامی تک

سلہ ملفوظات علم اللہ کلام،

تک پہنچتا ہے، اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ پر منتہی ہوتا ہے، اس طرح آپ کا سلسلہ شطاریہ ہے،

اس کے علاوہ آپ دیگر سلاسل قادریہ چشتیہ اور نقشبندیہ سے بھی نعمت یافتہ تھے،

اگرچہ حضرت مسیح الاولیاء نے خرقۂ خلافت عنایت کرنے کے بعد آپ کو مرید کرنے کی اجازت دے رکھی تھی، مگر ادباً آپ کسی کو مرید نہیں کرتے تھے، اور حکم مکرر کے منتظر رہتے تھے،

سلسلۂ بیعت و ارشاد آپ کی پہلی بیوی آپ کی ماموں زاد بہن تھیں، اس عفیفہ سے آپ کی کوئی اولاد زندہ نہیں رہی، انھوں نے خواہش کی کہ وہ بھی حضرت مسیح الاولیاء کی مرید ہونا چاہتی ہیں، حضرت کو ان کی خواہش کا علم ہوا، تو آپنے حضرت محمد برہان سے فرمایا کہ میں نے تم کو خلافت اور بیعت دونوں کی اجازت دی ہے، اس نے اپنی بیوی کو کیوں نہیں مرید کرتے، اس قسم کے کاموں میں تاخیر جائز نہیں الخیر کا یؤخر، اگر کوئی طالب عالم ربانی کے پاس تلقین کے لئے جائے اور وہ عالم اگر اپنی تسبیح کا دانہ گردش کرنے یا ورق لوٹانے کے برابر بھی تلقین میں توقف کرے تو وہ طریقت کے فتوے کے تحت گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے، کیونکہ اس کا احتمال ہے کہ اس توقف یا تاخیر کے باعث اس کے اعتقاد میں خلل آئے اور وہ اپنے اس ارادے سے باز آجائے،

چنانچہ آپ نے اپنے مرشد کے ارشاد کے مطابق اپنی اہلیہ صالحہ کو مرید کیا، اور اس کے بعد دیگر طالبان حق کو بھی مرید کرنے لگے، اور اُن کے ارشاد و ہدایت میں مشغول ہو گئے، اس کا سلسلہ پندرہ سال تک جاری رہا، اس کے بعد حضرت شاہ عیسیٰ جند اللہ قدس سرہ کا انتقال ۱۰۳۱ھ میں ہو گیا،[۱]

ایک روز آپ نے فرمایا کہ حضرت شیخ کے وصال کے وقت میں نے ایسا محسوس کیا کہ جیسے حضرت شیخ کی روح میرے جسم میں آگئی، اور اس سے ایک کیفیت عظیم رونما ہوئی، حضرت شیخ کے انتقال کے بعد آپ اُن کے مرقد پر چھ ماہ تک معتکف و متوجہ رہے، اور خانقاہ کے طالب اور دوسرے لوگ آپ کی طرف رجوع

---

[۱] ملفوظات از علم اللہ کمال،

ہونے لگے اور آپ صاحبِ سجادہ کے ادب کے خیال سے حضرت شیخ کی خانقاہ سے اُس مکان میں آگئے، جو قریب ہی تھا، اور جس کی زمین حضرت شیخ ہی نے عنایت کی تھی،

پھر اس مکان سے فیض خانہ میں آگئے، جو آپ کے خسر حضرت شیخ فرید نے عطا کیا تھا، یہ فیض خانہ کسی قدر وسیع تھا، اس لئے بارہا فرمایا کہ اس خانہ فراخی سے دل میں تنگی پیدا ہوگئی ہے، اسی زمانہ میں امیر بیگ حاکم صوبہ بُرہان پور نے خانقاہ کی تعمیر کے لئے التماس کیا، فرمایا کہ اس سے ہمسایہ کو ایذا پہنچے گی، امیر بیگ نے عرض کی کہ ہمسایہ کو اس سے بہتر جگہ دے کر آباد کر دیں گے، مگر آپ راضی نہیں ہوئے، اور فرمایا کہ اگر تم نے اس جگہ کوئی عمارت بنوائی، تو فقیر سورت کی طرف چلا جائے گا، جب آپ نے اپنے مکان کی کھپریل بنوائی تو بعض احباب نے کہا کہ کھپریل کے نیچے ایک چھت بنانا چاہئے، کہ گرد و غبار سے حفاظت ہو جائے، آپ نے پوچھا کتنی بلند ہونا چاہئے، نصیر الدین معمار نے عرض کیا، اتنی بلند ہونا چاہئے کہ اگر چارپائی پر کھڑے ہو کر دستار باندھیں تو ہاتھ کی گردش میں مزاحمت نہ پیدا ہو، آپ نے فرمایا نہیں صرف اتنی اونچی بنائی جائے کہ چارپائی پر بیٹھ کر دستار باندھ سکیں، پھر فرمایا کہ چونا اور اینٹ سے نہ بنائی جائے، البتہ وہ کنواں جو دروازہ کے قریب ہے اسکو پختہ بنا دیا جائے، چنانچہ اس کو پختہ بنا دیا گیا، اور کچھ چونا سفیدی کے لئے بچ گیا، استاد نصیر الدین نے عرض کیا اگر حکم ہو تو حجرے کی دیواروں پر اس چونہ سے سفیدی کر دی جائے، حضرت نے فرمایا کہ استاد نصیر الدین! جب فقیر باہر سے آتا ہے تو حجرہ میں آنکھ بند کرکے بیٹھتا ہے، اور دیواروں پر نظر نہیں کرتا کہ سیاہ ہیں یا سفید؟[لہ]

کم و بیش پندرہ سال کی مدت میں آپ کے ارشاد و ہدایت اور کشف و کرامات کا شہرہ تمام اطراف واکناف میں پھیل گیا، اور ایک عالم آپ کے حضور میں نذرِ عقیدت لانے اور سرِ نیاز جھکانے لگا، شہزادہ اورنگزیب بھی آپ سے عقیدت رکھتا تھا، اور اکثر رات کے وقت چھپکر مجلس میں شریک ہوتا اور تبرک حاصل کرکے یہ شعر پڑھتا

اگر ز در برانی عتاب و سر بلندی ز درِ دگر درآیم بہزار دردمندی

لہ ملفوظات از محمد یوسف ولد محمد طاہر

شہزادہ اورنگزیب کو بادشاہت کی بشارت

جب اورنگزیب نے دارا شکوہ کے مقابلہ کے لئے برہان پور سے روانہ ہونے کا قصد کیا تو حضرت شیخ برہان الدین قدس سرہ کی ملاقات سے مشرف ہونا چاہا، مگر سلاطین سے ملاقات کرنا حضرت کی مرضی کے خلاف تھا، اس لئے شہزادہ موصوف خود وضع تبدیل کرکے خدمت میں حاضر ہوا، حضرت نے نووارد کو دیکھ کر نام دریافت کیا، شہزادہ نے کہا اورنگزیب، حضرت خاموش ہوگئے، کچھ نہیں بولے، مگر تبرک نہیں دیا، دوسرے دن شہزادہ موصوف پھر مجلس میں شریک ہوا، اس مرتبہ حضرت نے شہزادہ کو دیکھ کر فرمایا کہ اگر آپ کو یہ مکان پسند آگیا، تو فرمائیں، میں فقیروں کے لئے دوسرا تکیہ تلاش کرلوں"، یہ سن کر شہزادہ خاموش رہا، اس کے بعد شہزادہ نے رسائی حاصل کرنے کا یہ طریقہ اختیار کیا کہ حضرت کی ایک خادمہ خرم ماما لاڈو کی جو دن رات حضرت کی خدمت میں رہتی تھیں، خاطر و مدارات شروع کی، اور اس کو رضامند کرکے مقرب خاص شیخ نظام کی معرفت طے ہوا کہ جب حضرت صبح کی نماز کے لئے برآمد ہوں تو شہزادہ اس وقت خانقاہ کے دروازہ پر حاضر رہے، اور کھڑے کھڑے حضرت سے فاتحہ رخصت کی التماس کرے، چنانچہ شہزادہ اورنگزیب شیخ نظام، شیخ منیر اور میر میران کے ہمراہ وقت مقررہ پر خانقاہ کے دروازہ پر حاضر ہوگیا، جب حضرت نماز کے لئے حجرے سے برآمد ہوئے، تو شہزادہ کو دیکھ کر ٹھہر گئے، اورنگزیب نے دارا شکوہ کی شکایت کی کہ وہ مقدمات شرعی طور پر نہیں کرتا، اور احکام دین میں اپنی پابندی ارادت اور رعیت پروری کا ذکر کرکے توجہ باطنی اور فاتحہ رخصت کی التماس کی، حضرت کی زبان حق ترجمان سے یہ الفاظ نکلے کہ

"از فاتحہ فقیران چہ حاصل، شما کہ بادشاہ اید، فاتحہ بقصد عدالت و رعیت پروری بخوانید ما ہم برفاقت شما دست بدعا و فاتحہ برمی داریم"[۱]

حضرت کی زبان مبارک سے یہ کلام تہنیت انجام سنتے ہی شیخ نظام نے شہزادہ اورنگزیب کو بادشاہی کا مژدہ سنایا، اور فاتحہ کے بعد حضرت نے چند کلمے بطور نصیحت کے فرمائے اور تبرک دے کر رخصت کیا،

۱؎ منتخب اللباب خافی خان صفحہ ۵۵۳،

اس کے بعد شہزادہ اورنگزیب ایک مہینہ برہان پور مین رہا، پھر صوبہ برہان پور کا بندوبست محمد طاہر مشہدی مخاطب وزیر خان کے سپرد کر کے ۲۵ رجادی الاول ۱۰۶۸ھ / ۱۶۵۸ء دار الخلافت روانہ ہوگیا،[لہ]

عظمت وبزرگی حضرت کے دیدار اور شرف ملاقات کے لئے بڑے بڑے امراء، ورؤسا، شہزادگان عالی تبار، اور شاہان والا گہر آتے، آپکے کلمات نصیحت سنتے، اور آپ کی صحبت پرفیض سے مستفید ہوتے تھے، نصیر خان فاروقی تلمیذ قاضی نصیر الدین فاضل ہندی حضرت کی خدمت بابرکت مین تین سال تک رہ کر فیض یاب ہوتا رہا، خان، روند دلہ بیجاپوری، جو امرائے دکن مین سے تھا، حضرت سے حُسن عقیدت رکھتا تھا، اور ہمیشہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر فیض حاصل کرتا،

امیر الامراء شایستہ خان جو آصف خان وزیر اعظم کا فرزند اور شہنشاہ عالمگیر کا ماموں تھا، حضرت کا معتقد تھا، جب کبھی حضرت کی خدمت مین حاضر ہوتا، تو بیعت کی التماس کرتا، لیکن آپ اُس کو ٹال دیتے،

۱۰۷۳ھ مین جب شایستہ خان مستقل طور پر دکن کا صوبہ دار مقرر ہوا تو حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا، اور فاتحہ رخصت سے قبل بیعت ودستگیری کی التماس کی، لیکن حضرت نے اس مرتبہ بھی خیال نہین فرمایا اور تبرک دیکر رخصت کیا، اور شایستہ خان سیواجی کی سرکوبی کے لئے برہان پور سے روانہ ہوا، اور مرہٹون کو شکست دی، وہ بھاگ کر پہاڑون مین چھپ گئے، اس کے بعد شایستہ خان پونہ پہنچا، اور وہان سیواجی کے ایک قدیم مکان مین قیام پذیر ہوا، ایک دن جب کہ شایستہ خان اس مکان مین آرام کر رہا تھا کہ آدھی رات کے وقت یکایک سیواجی نے مع اپنے ساتھیون کے مکان مین داخل ہوکر حملہ کردیا، شایستہ خان نے گھبراہٹ مین برہنہ ہاتھ سے سپر پکڑ کر آگے کردی جس کے باعث اس کی دو انگلیان کٹ گئین، اور اس کا لڑکا مگر قتل ہوا، اس واقعہ کے بعد جب شایستہ خان برہان پور آیا تو حضرت کی خدمت مین حاضر ہوکر اپنا رنج وغم ظاہر کر کے عرض کیا کہ اگر حضرت نے میری دستگیری کی ہوتی، تو میرا پنجہ اس طرح معیوب نہ ہوتا، اب تو

لہ منتخب اللباب از خافی خان ص ۵۵۵ و تاریخ ہند اورنگزیب ۱۱ مارچ ۱۶۵۸ء کو برہان پور سے روانہ ہوکر ۱۶ جولائی ۱۶۵۸ء مین دہلی مین داخل ہوکر بغیر رسومات ادا کئے تخت پر بیٹھ گیا

دستگیری فرمائی جائے، حضرت کو یہ لطیفہ بہت پسند آیا، اور شایستہ خان سے بیعت لیکر اپنے حلقۂ مریدین میں شامل کرلیا[1]، حضرت کو اپنے مرشد مسیح الاولیا سے پانی پر دم کرنے کی اجازت حاصل تھی، سیکڑوں آدمی حضرت کی خدمت میں پانی لاکر دم کراتے، اور اُس کی برکت سے فائدہ اٹھاتے، اس پانی کے لئے اتنا اژدحام ہوتا تھا کہ حضرت کا روئے مبارک حاضرین کو نظر نہیں آتا تھا،

۱۰۸۲ھ میں ایک مرتبہ رات کے وقت شہزادہ معظم بھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، اور مجلس ختم ہونے کے بعد پانی دم کرکے مرحمت کرنے کی التماس کی، حاضرین میں سے کسی نے وہ پانی جو جماعت خانہ میں فقیروں کے لئے تھا، لانا چاہا، حضرت نے منع فرمایا اور شہزادہ کے ہمراہ جو پانی تھا، وہ لانے کا حکم دیا، چنانچہ وہی پانی لایا گیا، حضرت نے اس کو دم کرکے شہزادہ کو دیا، اُس پانی کے پیتے ہی شہزادہ کے دل میں جو وسوسے تھے، وہ دور ہوگئے[2]،

تعمیر مسجد ایک مرتبہ شہزادہ اورنگزیب آپ کے جماعت خانہ میں آیا، اور جنوبی رخ کی دیوار کے قریب جس میں بڑے بڑے طاق محراب کے مثل تھے، نماز ادا کی، اس جگہ جانماز و مصلّی نہیں تھا، اس لئے حضرت نے اپنی ردائے مبارک کو بچھا کر سمت قبلہ کا تعین کردیا تھا، تاکہ سلطان کو قبلہ کے متعلق غلط فہمی نہ ہو، اور ایک قطعۂ زمین مسجد کیلئے وقف فرمادی، جہاں کچھ عرصہ کے بعد مسجد تعمیر ہوگئی، حضرت مسیح الاولیاء کی مسجد میں صحن نہیں تھا، اس لئے آپ نے بھی اس کی اتباع میں مسجد بغیر صحن کے بنوائی، اور اس کے لئے امام، موذن، فراش اور آبدار مقرر کئے،

شروع میں آپ بنفس نفیس ایک عرصہ تک امامت کا فرض انجام دیتے رہے، آپ کے بعد شیخ عبدالرحیم خوشنویس کو یہ خدمت سپرد ہوئی، پھر حضرت کے داماد میران سید عبداللطیف اس منصب پر مقرر ہوئے،

---

[1] ملفوظات حضرت شاہ برہان الدین از علم اللہ کمال [2] ملفوظات علم اللہ کمال

اس کے بعد حافظ احمد ولد شیخ محمد ابن شیخ ماہ او حافظ محمد یوسف کشمیری حضرت شہاب الدین ابن حضرت فتح محمد محدث ابن حضرت شاہ عیسیٰ جند اللہ قدس سرہٗ یکے بادیگرے امامت کا فرض انجام دیتے رہے،

متفرق حالات و واقعات حضرت ارشاد و ہدایت کے ساتھ درس و تدریس کا شغل بھی رکھتے تھے اور اس سے فارغ ہونے کے بعد مسجد میں تشریف لاتے، اور فقہ و تفسیر و سلوک کے درس دیتے جسکا سلسلہ اکثر نصف النہار تک جاری رہتا،

کبھی کبھی مسجد سے کچھ فاصلہ پر قوالوں کی چوکی رہتی کہ جب آپ درس سے فراغت کے بعد مسجد سے باہر تشریف لائیں، تو مجلس سماع میں شرکت فرمائیں، اس لئے کبھی کبھی آپ سماع میں بھی شریک ہو جاتے اور کبھی صرف تبرک دیکر قوالوں کو رخصت کر دیتے، سماع کے بارہ میں مشائخ کے اس اصول پر کہ "استعمال السماع عند الضرورۃ مباح" آپ کا عمل تھا،

آپ نماز جمعہ مختلف مساجد میں ادا فرماتے تھے، کبھی حضرت روح اللہ وحہ کی خانقاہ کی مسجد میں کبھی مسجد شیخ سالار میں، اور کبھی مسجد محمد شریف میں،

آپ کی شہرت و فیض رسانی کے باعث دن رات معتقدین کا مجمع لگا رہتا تھا جسکو آپ آفت سمجھتے تھے، اس لئے اس سے بچنے کے لئے آپ کبھی حضرت شاہ نعمان آسیری کے عرس میں شرکت کے لئے آسیر گڈھ تشریف لیجاتے، کبھی حضرت سعدی دکھنی کے عرس کے لئے شیر پور چلے جاتے، کبھی سلطان برہان الدین کے عرس میں شریک ہوتے، اور کبھی کبھی نواح شہر کے مزارات مثلاً حضرت شاہ شہباز و دیگر بزرگان دین کی زیارت کے لئے جاتے، اس کے علاوہ لوگوں سے بچنے کے لئے اور بھی مختلف تدبیریں اختیار کیں، لیکن کسی طرح خلق اللہ کا ہجوم کم نہ ہوتا تھا، اس لئے آخر عمر میں جب کہ آپ کے قویٰ بالکل کمزور ہو گئے، آپ نے گوشہ نشینی اختیار کر لی، نماز پنجگانہ جماعت خانہ میں پڑھتے، اور اوراد و وظائف حجرے میں ادا کرتے تھے، حضرت کے خاص مریدوں میں سے کچھ لوگ جو دن رات خانقاہ میں رہتے تھے، اور عقیدت کے

سلہ ملفوظات حضرت شاہ برہان الدین، از علم اللہ کمال،

باعث منافی ایشیخ ہو گئے تھے، اکثر حالتِ مستی و عالم بیخودی مین حضرت کو خدا سے منسوب و مخاطب کرنے لگے، حضرت نے ہر چند اُن کو سمجھا کر توبہ کرائی، مگر اُن پر اثر نہ ہوا، آخر مین آپ نے اُن کو خانقاہ مین مقید کر کے ان کی نگرانی کی، اس وقت یہ لوگ ان فاسد عقائد سے باز آئے، اور اُن سے توبہ کی، اور جن لوگون کی اصلاح اس سے بھی نہ ہو سکی، ان کو آپنے حد شرعی جاری کرنے کے لئے قاضی شہر کے حوالہ کر دیا، اور یہ کہلا بھیجا، کہ پہلے حتی الامکان اُن کی اصلاح کی کوشش کیجائے، اگر اب بھی باز نہ آئین، تو اُن پر حد شرعی جاری کی جائے، ان مین ایک مرید شاہ نور رمز الٰہی تھے، جو حالتِ مستی مین اذان کے طریقہ پر "برہان اللہ اکبر" کہتے تھے، قاضی نے چند روز قید رکھ کر اُن کو راہِ راست پر لانے کی کوشش کی، مگر جب اس سے بھی وہ باز نہ آئے، تو شریعت کے حکم کے مطابق اُن پر قتل کا حکم صادر کیا۔[۱] (باقی)

---

[۱] ملفوظات شیخ علم اللہ کلام،

نواے حیات

(طبع دوم)

جناب یحییٰ اعظمی کا مجموعۂ کلام نواے حیات جس سے ناظرین معارف اور دوسرے اصحابِ ذوق پوری طرح واقف ہین، دوبارہ چھپ گیا ہے، اس اڈیشن مین بہت سی نئی غزلون اور نظمون کا اضافہ کیا، اور اب یہ مجموعہ پہلے سے زیادہ جامع اور مکمل ہو گیا ہے، اس کے شروع مین مولانا سید سلیمان ندوی کے قلم فیض رقم سے ایک مبصرانہ مقدمہ ہے،

ضخامت :- ۲۰۴ صفحے،

قیمت :- مجلد للعہ غیر مجلد عہ/

"مینیجر"